سید جمیل احمد رضوی

لاہور کا ایک قدیم عربی اخبار

"النفع العظیم لاھل ھذا الاقلیم"

(تیسری اور آخری قسط)

علما کا عربی کلام

اخبار "النفع العظیم" میں ملک کے علما اور ادبا کا عربی کلام بھی شائع ہوتا تھا۔ چند علما کا منتخب کلام یہاں درج کیا جاتا ہے

۵ر دسمبر ۱۸۷۱ء کے شمارے میں جناب مراد علی (مدرس گوجرانوالہ) کا ایک فصیح و بلیغ قصیدہ شائع ہوا۔ یہ قصیدہ لاہور میں اشاعت علوم کے لیے منعقدہ مجلس کے ارکان کی تعریف میں ہے۔ پہلے شعر کا پہلا مصرع متنبی کا ہے:

اَحُلُمًا نری ام زمانًا جدیدا ام الروح فی شخص علم اعیدا[۱]

اس قصیدے میں لاہور میں دارالعلوم کی بنیاد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ آخر میں علوم و فنون کی ترقی کا بیان ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی گئی ہے کہ ان ارکان کی امیدیں بر آئیں آخری شعر میں سید المرسلینؐ پر درود و سلام بھیجا ہے:

ھم أسسوا دار علم بھا واجروا الجرایة واغنوا العبیدا

فصارت طلال العلوم القدیمة قلاعًا منیعًا وقصرًا مشیدا

دعا اللہ اجیادا من ھم وسقیًا کثیرًا وشکرًا مزیدا

سلام علی افضل الانبیاء واحمد ربًّا رحیمًا ودودا[۲]

الطاف حسین حالی پانی پتی نے چوالیس[۳] اشعار کا ایک قصیدہ شاہ عبدالغنی نقشبندی مجددی دہلوی ثم مدنی کی تعریف میں لکھ کر مدینہ منورہ ارسال کیا۔ اس کے شروع میں ایک منثور عنوان ہے جس میں اپنی

[۱-۲] النفع العظیم لاھل ھذا الاقلیم – ۵ر دسمبر ۱۸۷۱ء

کم علمی اور بے مائگی کا اظہار انکساری کی صورت میں کیا ہے اور اس قصیدے کو قبول کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ آخر میں ممدوح سے استدعا کی ہے کہ وہ روضۂ سید المرسلینؐ کے قرب میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انھیں غم واندوہ سے نجات دے اور ان کی توفیقات میں اضافہ کرے۔ اس کے بعد اصل قصیدہ شروع ہوتا ہے۔ اس میں حالی نے اپنی تنہائی کا اظہار اس انداز میں کیا ہے:

لَقَدْ قَلَّ عَوْنِيْ فِي اُخُوَّ كثيرةٍ ۔۔۔ كَاَنِّي غَرِيْبٌ بَيْنَ خِلٍّ وَقَارِبٍ

وَلِي مِنْ موالٍ انما انا بينهم ۔۔۔ بمنزلة الكرّار بين النواصب[۵۳]

ممدوح کی خوبیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے درج ذیل آخری شعر میں ان کے بے پایاں اوصاف وکمالات کا بیان اس طرح کرتے ہیں:

سينفدون الابتداء بوصفه ۔۔۔ اقاويل وصّاف واوصاف كاتب[۵۴]

۱۸۷۱ء کے ایک شمارے میں حضرت امام حسین کی خدمت میں مولانا خواجہ ضیاء الدین کا ہدیۂ سلام شائع ہوا۔ اس سلام کے کل دس شعر ہیں جن کے شروع میں امام عالی مقام کی عالی نسبی کی جانب اشارہ کیا ہے۔ پھر یہ بتایا ہے ان کا کوئی جرم نہ تھا، بلکہ انھیں بے جرم وخطا راہِ حق میں وہ صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں جو کسی امیر وفقیر کو پیش نہ آئیں۔ آپ نے حق کی راہ میں جان دے دی، لیکن باطل کے سامنے سر نہ جھکایا۔ آپ نے ان سب مصائب وآلام کو صبر وحسن عمل سے برداشت کیا۔ نمونے کے لیے چند شعر یہاں درج کیے جاتے ہیں:

سَلَامٌ عَلٰى سبطِ خَيرِ الرُّسُل ۔۔۔ سَلَامٌ عَلٰى مَن بظلمٍ قُتِل

اَبُوهُ عَلِيٌّ عَلَيهِ السَّلَام ۔۔۔ وَزَهراءُ اُمٌّ لَه ان سُئِل

وَمَا قَالَ كذبًا يُجازىٰ بِه ۔۔۔ وما كان جرم له قد فعل

ولكن قفى الحقّ لا باطلا ۔۔۔ وَسَارَ طَرِيْقَ الهُدىٰ لاالزّلَل[۵۵]

ان کے آلام کی شدت کو خواجہ مرحوم نے اس طرح بیان کیا:

رَاَى نكبةً مارَاَى مِثلَهَا ۔۔۔ فَقيرٌ مِنَ النّاسِ لاذوالدُّوَل[۵۶]

---

۵۳ النفع العظیم لاھل ھذا الاقلیم۔ ۲۳ نومبر ۱۸۷۴ء ۵۴ ایضاً

۵۵ ایضاً۔ ۲۴ اکتوبر ۱۸۷۱ء ۵۶ ایضاً

تعزیتی خبریں اور شذرات

اس اخبار میں مشاہیر کی وفات کی خبریں بھی ملتی ہیں۔ بعض اکابرِ ملت کے متعلق تو تعزیتی کالم لکھے گئے اور ان کے سوانحی خاکے بھی تحریر کیے گئے تاکہ عام قاری ان کے اوصاف سے بخوبی واقف ہو سکے۔ ایسی خبروں میں عموماً تاریخ وفات بھی درج کر دی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے تاریخی تحقیق میں یہ اخبار ایک اہم ماخذ کی حیثیت اختیار کر جاتا ہے۔ چند اہم شخصیتوں کے بارے میں موجود خبروں کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

مولانا محمد اسرائیل کی وفات پر ایک تعزیتی کالم لکھا گیا۔ اس کا خلاصہ ترجمے کی صورت میں لکھا جاتا ہے:

کان الوری عادٍ علی کُلِّ ماجِدٍ　　　اذ لم یعوذ مجدہ بعیوب

"ہمیں علامہ جلیل اور فاضل نبیل مولانا سید محمد اسرائیلؒ از رؤسائے ڈھاکہ کی موت کی اطلاع ملی ہے۔ وہ بہت بلند مرتبہ عالم تھے۔ علامہ مرحوم عربی علوم اور ادبی فنون میں ماہر تھے۔ وہ فنونِ جدیدہ میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ مرحوم جود و عطا میں بھی مشہور عالم تھے اور مکارمِ اخلاق میں بھی۔ ان کے جانشین ان کے فرزند مولوی سید عبدالحفیظ ہیں۔ وہ بھی بہت سے علوم و فنون میں ماہر ہیں خصوصاً انگریزی فنون میں۔ وہ تمام محاسن و مکارمِ اخلاق میں اپنے مرحوم والد کی مانند ہیں۔ بے شک "انّ الولد سرٌّ لابیہ" کے مصداق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی توفیقات میں اضافہ کرے[۵۷]

سید غلام مصطفیٰ شاہ گردیزی رئیس ملتان کا انتقال ۲۴ مارچ ۱۸۷۵ء کو ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون[۵۸]

مولانا سید کرامت علی متولی حسینیہ ہگلی کا انتقال ۱۰ ستمبر ۱۸۷۵ء بروز جمعہ صبح کے وقت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو جنت میں بلند کرے..... مرحوم کی عمر ۸۱ سال تھی[۵۹]

میر سلامت علی دبیر کی وفات پر تعزیتی کالم لکھا گیا۔ اس کے علاوہ ان کے مختصر حالاتِ زندگی بھی اسی شمارے میں تحریر کیے گئے۔ ابتدا اس شعر سے کی ہے:

---

۵۷ النفع العظیم لاھل ھذا الاقلیم۔ ص ۱۳ اپریل ۱۸۷۵ء ۵۸ ایضاً

۵۹ ایضاً۔ ص ۵ اکتوبر ۱۸۷۵ء

قد مات قوم وما ماتت فضائلهم وعاش قوم وهم فينا كاموات

اس کلام میں دبیر مرحوم کی اس قدر و منزلت کا ذکر ہے جو شاہانِ اودھ خصوصاً سلطان نصیرالدین حیدر کے عہد سے لے کر واجد علی شاہ کے عہد تک انھیں حاصل تھی۔ اصغر علی خان نے ان کا وظیفہ مقرر کیا ہوا تھا۔

"موت کے وقت ان کی عمر ۷۰ سال تھی۔ اس محرم (۱۲۹۲ھ) میں وہ حسب معمول عظیم آباد گئے۔ نویں محرم کو جب وہ مرثیہ خوانی سے فارغ ہوئے تو انھیں اختلاج قلب کا عارضہ ہوا۔ وہ لکھنؤ واپس آ گئے۔ مرض شدت اختیار کر گیا یہاں تک کہ ۲۹ محرم الحرام (۱۲۹۲ھ) کو ان کا انتقال ہو گیا"[۱۰]

ببر علی انیس کی وفات پر بھی تعزیتی کالم موجود ہے۔ اس میں ان کے مرثیہ گوئی کے کمالات و اوصاف کو بیان کیا گیا ہے۔ ان کی تاریخ وفات نہیں لکھی، صرف سنِ وفات کا ذکر ہے۔ "تحسر من فراق انیس ۱۲۹۱ھ"[۱۱]

ملکی اور غیر ملکی خبریں

اس اخبار کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ اس میں مقامی، ملکی اور غیر ملکی خبریں شائع ہوتی تھیں۔ بعض ملکی خبروں میں ایسے اعداد و شمار ملتے ہیں، جو مفید معلومات رکھتے ہیں۔ مثلاً درج ذیل خبر میں مختلف شہروں میں پیدائش و اموات کے بارے میں اعداد و شمار ملتے ہیں۔

"بعض رسائل میں ذکر کیا گیا ہے کہ ۲۴ اکتوبر ۱۸۷۴ء کو ختم ہونے والے ہفتے میں مندرجہ ذیل شہروں میں پیدائش و اموات کی تعداد یہ ہے:

نام شہر	تعداد پیدائش	تعداد اموات
رواڑی	۲۴	۱۲
دہلی	۷۲	۱۰۴
بھوانی پور	۱۶	۲۱
پانی پت	۲۲	۱۸
انبالہ	۲۱	۲۳
لدھیانہ	۹۴	۲۷

۱۰۔ النفع العظیم لاہل ہذا الاقلیم۔ ۶ اپریل ۱۸۷۵ء
۱۱۔ ایضاً۔ ۲۹ دسمبر ۱۸۷۴ء

جالندھر	۳۲	۲۴
ہوشیارپور	۱۱	۱۷
امرتسر	۹۱	۵۷
ملتان	۳۵	۲۸
گوجرانوالہ	۲۲	۱۵
سیالکوٹ	۲۸	۱۸
راولپنڈی	۲۱	۸
پشاور	۳۹	۴۰
ڈیرہ اسماعیل خان	۱۲	۳۶
ڈیرہ غازی خان	۱۱	۱۶
میزان	۲۱۵۵	۱۱۶۳ [۱۲]

سراندیپ میں مدارس اور طلبہ کی تعداد

میں نے بعض رسائل میں دیکھا ہے کہ ۱۸۷۳ء میں سراندیپ میں جاری مدارس کی تعداد تقریباً ۱۴۲ تھی۔ یعنی حکومت برطانیہ سے پہلے ان مدارس میں ۱۱۵۵۸ طلبہ تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اب وہاں ۳۲ مدرسے ہیں۔ ان میں ۱۹۸۵ طلبہ تعلیم پا رہے ہیں۔ اس سال وہاں کے باشندے چاہتے ہیں کہ ۶۸ اور مدرسے قائم کر دیے جائیں۔

بنگال میں قحط

اخبار کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۷۳ء اور ۱۸۷۴ء میں بنگال میں سخت قحط کی حالت تھی۔ کئی شماروں میں اس کے متعلق خبریں شائع ہوئی ہیں۔ کبھی چندہ فراہم کرنے کے لیے مختلف علاقوں میں جلسے منعقد کیے جاتے ہیں۔ کبھی غلے کی صورت میں قحط زدوں کی امداد کی جاتی ہے۔ اور کبھی قدرتی امداد مثلاً بارش وغیرہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ۱۴ اپریل ۱۸۷۴ء کے شمارے میں لکھا ہے کہ پٹیالہ میں ایک جلسہ منعقد ہوا، جس میں رؤسا و امرا جمع ہوئے۔ اس میں ۱۷۴۵ روپے فراہم ہوئے۔ اتنی رقم ہی والئی ریاست

---

[۱۲] النفع العظیم لاهل هذا الاقلیم - ۸ دسمبر ۱۸۷۴ء

پٹیالہ نے سرکاری خزانے سے دینے کا وعدہ کیا۔

۵ رمئی ۱۸۷۴ء کے شمارے میں لکھا ہے کہ (ا) والی گائکوار نے بنگال کے قحط زدوں کی امداد کے لیے دس ہزار روپے عطا کیے۔ (ب) رنگون میں قحط زدوں کی امداد کے لیے ۱۶۰۹۶۴ روپے فراہم کیے گئے۔

۲۳ رجون ۱۸۷۴ء کے شمارے میں اس غلے کی مقدار بتائی گئی ہے جو اہلِ پنجاب نے بنگال بھیجا۔

۱۔ چنا	۷۹۵۵۲۵ من	۷۔ مکئی	۶۸۲۳۰۴ من
۲۔ جو	۷۹۵۵۳۵ "	۸۔ موٹھ	۴۸۳۰۰ "
۳۔ گندم	۶۳۶۷۳۷ "	۹۔ ماش	۲۸۴۹۷ "
۴۔ چاول	۱۸۸۳۸۸ "	۱۰۔ مسور	۲۸۵۴ "
۵۔ مونگ	۶۴۲۷۹ "	۱۱۔ باجرہ	۳۶۵۳۶ "
۶۔ جوار	۲۲۴۹۶۹ "	۱۲۔ مختلف غلے	۲۱۰۶۸۲ "

میزان:۔ ۳۷۵۳۲۲۸ من

۳۰ رجون ۱۸۷۴ء کے شمارے میں لکھا ہے کہ کلکتہ اور اس کے نواحی علاقوں میں خوب بارش ہوئی ہے جس سے فصل اچھی ہوگی۔ نیز بنگال کے حکام نے کافی غلہ اکٹھا کر لیا ہے، جس سے غلے کا نرخ کم ہو جائے گا۔ اسی شمارے میں یہ خبر شائع ہوئی ہے: بعض ہندوستانی رسائل نے لکھا ہے کہ تمام بنگال میں، سوائے فرید پور اور اس کے نواحی علاقوں کے، خوب بارش ہوئی ہے۔ آثار و علامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان علاقوں میں بھی بارش ہوگی۔ بہت سے مقامات پر غلے کا نرخ گر گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ محکمہ ریلوے کے سوا کسی کو قحط سے فائدہ نہیں ہوا۔ پنجاب میں محکمہ ریلوے نے جنوری ۱۸۷۴ء سے اپریل ۱۸۷۴ء تک دو لاکھ روپے بنگال میں ارسال کردہ غلے سے بطور کرایہ وصول کیے ہیں[۱۳]

۱۱ راگست ۱۸۷۴ء کے شمارے میں فراہم کردہ غلے کی بہتات کا ذکر ہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بنگال کے حکام اس کو ضائع کر رہے ہیں۔ "ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ بنگال کے حکام اس غلے کو فروخت کر رہے ہیں جو پنجاب اور اودھ سے قحط زدوں کے لیے وہاں بھیجا گیا تھا۔ اخبار نے لکھا ہے کہ اس کی فروخت

---

۱۳ النفع العظیم لاھل ھذا الاقلیم۔ ۳۰ رجون ۱۸۷۴ء

میں بہت کوشش کرنی چاہیے - اگر خریداروں نے اسے خرید لیا تو اس سے حکومت کو کچھ قیمت مل جائے گی، ورنہ یہ غلہ ضائع ہو جائے گا۔ ہم نے یہ بھی سنا تھا کہ حکام نے مذکورہ غلے کو بستی نگر سے دربھنگہ بیل گاڑیوں پر بھیجا تھا۔ اس کا صرف ایک تہائی گاڑیوں پر اٹھایا گیا، باقی دو تہائی بیل کھا گئے۔[۱۱۴]

اخبار اس پر تبصرہ کرتا ہے: "شاید گاڑیوں کے کرائے اور دیگر اخراجات جو غلے کی ترسیل میں اُٹھتے ہیں، ان سے بچنے کے لیے بیلوں کو کھلا دیا گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بسا اوقات حکام نے غلے میں خرابی پیدا ہو جانے کی وجہ سے اسے راستے ہی میں جلانے کا حکم دے دیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب بنگال کے حکام کے پاس غلے کی وافر مقدار جمع ہو گئی، تو انھوں نے اس کو ہر ممکن طریقے سے صرف کرنا چاہا۔ خواہ تلف کر کے ہی صرف کیا۔"[۱۱۵]

ایک مسلمان رئیس اور انگریز خاتون کی شادی

یکم دسمبر ۱۸۷۴ء کے شمارے میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ "بنگلور کے ایک رئیس مسمّی نواب محمد حسین علی سلطان خان اور ایک انگریز خاتون کا نکاح ہوا۔ یہ خاتون ایک پادری کی لڑکی ہے۔ مجلسِ نکاح میں انگریزوں اور مسلمانوں کی ایک جماعت شامل ہوئی۔"

اخبار اس پر تبصرہ کرتا ہے کہ بلادِ ہند میں یہ پہلی شادی ہے جو ایک مسلمان مرد اور انگریز خاتون کے درمیان ہوئی۔ اہلِ روم اس کے عادی ہیں۔ وہاں مسلمان مردوں اور عیسائی عورتوں، عیسائی مردوں اور مسلمان عورتوں کے درمیان نکاح ہوتے رہتے ہیں اور وہ اس نکاح کو صحیح سمجھتے ہیں۔[۱۱۶]

لاہور سے وزیر آباد تک ریلوے لائن

کہا جاتا ہے کہ لاہور سے وزیر آباد تک ریلوے لائن مکمل ہو چکی ہے اور ۱۵ر نومبر ۱۸۷۴ء کو اس پر گاڑی چلے گی۔ لاہور سے وزیر آباد تک کا فی کس کرایہ دس آنے (۶۲ پیسے) ہوگا۔[۱۱۷]

ڈبی بازار میں آگ لگنے سے نقصان

ڈبی بازار میں واقع ایک دکان میں آگ لگ گئی۔ کہا جاتا ہے کہ ایک ہزار روپے کا نقصان ہو گیا۔ واللہ اعلم[۱۱۸]

---

۱۱۴ النفع العظیم لاہل ھذا الاقلیم - ۱۱ر اگست ۱۸۷۴ء   ۱۱۵ ایضاً

۱۱۶ ایضاً - ۱ر دسمبر ۱۸۷۴   ۱۱۷ ایضاً - ۲۷ر اکتوبر ۱۸۷۴ء   ۱۱۸ ایضاً - ۱۴ر اپریل ۱۸۷۴ء

اس اخبار میں انگریزی اخبارات و رسائل کے حوالے سے بھی خبریں شائع ہوتی تھیں۔ نمونے کے طور پر چند خبروں کا ترجمہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

حکومت برطانیہ کے متعلق اعداد و شمار

۱۴ اپریل ۱۸۷۴ء کے شمارے میں حکومت برطانیہ کے بارے میں اعداد و شمار شائع ہوئے ہیں۔ ان کا ماخذ لنڈن کرانک ہے:

حکومت برطانیہ کے تحت رقبہ	۷۷۶۰۴۴۹ مربع میل
اس کی تفصیل اس طرح ہے:	
انگلینڈ، آئرلینڈ، سکاٹ لینڈ	۱۲۱۶۰۸ مربع میل
امریکہ	۱۶۸۵۲۱ "
ہندوستان اور سراندیپ	۹۶۲۸۰ "
حکومت برطانیہ کے تحت آبادی	۲۳۴۷۶۲۵۹۳ نفوس
حکومت برطانیہ کے تحت گھروں کی تعداد	۴۴۱۴۳۶۵۱
یوکے (U. K.) میں فی مربع میل اوسط آبادی	۲۶۰ نفر
امریکہ میں فی مربع میل اوسط آبادی	۱۴۱ "
ہندوستان اور سراندیپ میں فی مربع میل اوسط آبادی	۲۰۱ "
مجموعی طور پر فی مربع میل اوسط آبادی	۴۸ "

ہندوستان کے بعض مقامات پر انگلستان سے بھی زیادہ آبادی ہے[۵۵]

ملکہ وکٹوریہ اور اس کی اولاد

۲۳ مارچ ۱۸۷۵ء کے شمارے میں ملکہ وکٹوریہ کے متعلق یہ خبر شائع ہوئی۔ یہ ملکۂ انگلستان و ہند کی پیدائش ۲۴ مئی ۱۸۱۹ء کو ہوئی۔ انھوں نے انتظام حکومت ۲۰ جون ۱۸۳۸ء کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ ان کی عمر ۵۶ سال ہے۔ ان کی اولاد کی تعداد نو ہے۔ ان کے نام اور عمر درج ذیل ہے:

---

[۵۵] النفع العظیم لاھل ھذا الاقلیم۔ ۱۴ اپریل ۱۸۷۴ء

۱۔ پرنسس رائل آف انگلینڈ اینڈ پرشیا، عمر ۳۵ سال
۲۔ پرنس آف ویلز، عمر ۳۴ سال
۳۔ پرنسس میری، عمر ۳۲ سال
۴۔ ڈیوک آف ایڈنبرا، عمر ۳۱ سال
۵۔ پرنسس آگسٹا، عمر ۲۹ سال
۶۔ پرنسس لوی، عمر ۲۷ سال
۷۔ پرنس آرتھر، عمر ۲۵ سال
۸۔ پرنس لیوپولڈ، عمر ۲۲ سال
۹۔ پرنسس بیٹریس، عمر ۱۸ سال[۱۹]

دنیا کی آبادی اور اس کی تفصیل

۲۹ ستمبر ۱۸۷۴ء کے شمارے میں دنیا کی آبادی کے متعلق خبر شائع ہوئی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ آبادی کے لحاظ سے براعظم ایشیا سب سے بڑا ہے "کہا جاتا ہے کہ دنیا کی آبادی ایک ارب اکتالیس کروڑ دس لاکھ بائیس ہزار افراد پر مشتمل ہے۔ آبادی کے لحاظ سے ایشیا سب سے بڑا براعظم ہے۔ اس میں ۸۰۹ کروڑ لوگ آباد ہیں، یورپ میں ۳۰۰ کروڑ، امریکہ میں ۸۴½ کروڑ، افریقہ میں ۲۰۳ کروڑ، جزائر آسٹریلیا اور پولین میں ۴½ کروڑ"[۲۰]

---

۱۹ النفع العظیم لاھل ھذا الاقلیم۔ ۲۳ مارچ ۱۸۷۵ء
۲۰ ایضاً۔ ۲۹ ستمبر ۱۸۷۴ء